مولانا عبید اللہ عفیف

جشنِ میلادِ مروجہ کی شرعی حیثیت

محققین علمائے سیرت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی کا یومِ ولادت سوموار ۹ ربیع الاول ہے۔ لیکن ہمارے ہاں ۱۲ ربیع الاول کو ہر سال سرکاری اور غیر سرکاری طور پر کروڑوں روپے خرچ کرکے جشن منایا جاتا ہے جس کو عید میلاد النبی کا نام دیا جاتا ہے۔ اس جشن کا اہتمام جہاں دین میں ایک نئی ایجاد شدہ چیز کا درجہ رکھتا ہے وہاں اس میں باجوں، چمٹوں، سازوں، آلاتِ لہو ولعب اور رقص و دھمال کے ساتھ مکروہات اور منہیات کا ارتکاب اور بھی موجبِ غضبِ الٰہی ہے۔ اس لئے "الدین نصیحۃ" کے نیک جذبات کے تحت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم پوری دیانت داری کے ساتھ اپنے قارئین گرامی قدر کے سامنے اس مسئلہ پر مفصل روشنی ڈالیں۔ واللہ الہادی!

جناب ختمی رسالت، رحمتِ عالم، سید الانبیار والمرسلین، شافعِ محشر، ساقیٔ کوثر، فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر اور آپؐ کی سیرتِ مقدسہ کا تذکرہ بلاشبہ اضافۂ ایمان، موجبِ خیر و برکت، باعثِ فلاحِ دارین و بلندیٔ درجات و حسنات ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی ایک ٹھوس حقیقت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری عملی زندگی کیلئے کوئی گوشہ اور کوئی پہلو ایسا نہیں چھوڑا کہ جس میں ہماری مکمل راہنمائی نہ فرمائی ہو، اور ہم دیکھتے ہیں کہ آپؐ کی ولادت کا یہ یومِ مبارک آپؐ کی زندگی میں ترلیسٹھ مرتبہ آیا (اور نبوت مل جانے کے

بعد تئیس مرتبہ) حضرات خلفائے راشدین کی خلافت علیٰ منہاج نبوت میں ترانوے[۹۳] دفعہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات تک ایک سو گیارہ[۱۱۱] مرتبہ، کاتبِ وحی حضرت امیر معاویہؓ کی وفات تک ایک سو تیرہ[۱۱۳] مرتبہ اس یوم مبارک کو آنا ہوا، حضرت امام ابوحنیفہؒ کی وفات تک اس روزِ مقدس نے ۲۰۳ چکر لگائے اور پھر زمانہ خیر القرون کے اختتام تک ملتِ اسلامیہ پر یہ دن کوئی ۲۷۳ بار صدفگن ہوا۔ لیکن نہ تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کو منانے کا اہتمام فرمایا، نہ خلفائے راشدین اور کسی دوسرے صحابی نے اس دن کو منایا، نہ ہی امام ابوحنیفہؒ نے اس عید میلاد کو رواج دیا اور پھر لطف کی بات تو یہ ہے کہ بقولِ حنفیہ زمانہ خیر القرون کے بعد دورِ اجتہاد (۳۰۰ھ) بھی چپ چاپ گزر جاتا ہے، مگر اس عید میلاد کا کہیں وجود نہیں ملتا ——— بلکہ ملتِ اسلامیہ میں ۶۰۰ سو سال تک اس کا کہیں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

صحابہ کرامؓ، محدثین عظام، مجتہدین اور ائمہ دین عشقِ رسولؐ میں ہم سے زیادہ کامل تھے لہٰذا اگر یہ کوئی شرعی تہوار، باعثِ ثواب، مندوب یا مباح ہوتا تو یہ لوگ اس نیکی سے یقیناً کنارہ کش نہ رہتے کہ اتباعِ سنت و احترامِ رسولؐ کا جذبہ ان میں صادق تھا اور تعظیم رسولؐ میں وہ ہم سے کہیں زیادہ گرم جوش تھے۔

چنانچہ پوری چھ صدیوں کا خاموش گزر جانا یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ نام نہاد عید کوئی اسلامی عید نہیں ہے۔ اور جو چیز اس وقت دین میں شامل نہ تھی، آج بھی اس کو دین میں شامل نہیں کیا جا سکتا، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

"وكذلك ما يحدثه بعض الناس اما مضاهاة للنصارى فى ميلاد عيسى عليه السلام واما محبة للنبى صلى الله عليه وسلم وتعظيما له والله يثيبهم على هذه المحبة والاجتهاد فى الاتباع لا على البدع من اتخاذ مولد النبى صلى الله عليه وسلم عيدا مع اختلاف الناس فى مولده فان هذا لم يفعله السلف مع قيام المقتضى له وعدم المانع منه لو كان هذا خيرا محضا اوراجحا لكان السلف رضى الله عنهم احق به منا فانهم كانوا اشد محبة لرسول الله صلى الله عليه وسلم وتعظيما له وهم على الخير احرص وانما كمال محبته فى متابعته واتباع امره واحياء سنته باطنا وظاهرا"

(صراط مستقیم ص ۲۹۴، ۲۹۵، صواعق المهيد ص ۲۳۵ مصنفہ مولانا محمد بشیر حنفی)

کہ "جشنِ میلاد یا تو عیسائیوں کے کرسمس ڈے کی ریس ہے یا پھر محبت رسول
کے اظہار کا اہتمام ہے۔ لیکن آپ کی تعظیم اور محبت آپ کی پیروی میں ہے
نہ کہ نئی نئی بدعتوں میں۔ علاوہ ازیں آپ کی تاریخ پیدائش میں سخت اختلاف
ہے، تاہم اقتضاء کے موجود اور رکاوٹ مفقود ہونے کے باوصف
ہمارے سلف صالحین نے اس دن کو تہوار نہیں بنایا۔ اگر یوم میلاد کا
اہتمام دین یا کارِ ثواب ہوتا تو ہمارے سلف اس کا اہتمام ضرور کرتے
کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے میں اور آپ کی تعظیم بجا
لانے میں ہمارے سلف ہم سے کہیں زیادہ جوش و خروش رکھتے تھے۔
آپ سے محبت اور آپ کی تعظیم صرف اس میں ہے کہ ہر شعبہ حیات میں
ظاہراً اور باطناً ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اور غیر مشروط اطاعت
کریں اور آپ کی سنتوں کا احیاء کریں۔ سچی محبت کا یہ کوئی طریقہ نہیں ہے
کہ آپ کی سنتوں کو چھوڑ کر خانہ زاد بدعتوں اور رسموں کو رواج دیا جائے۔
حضرت امام مالک فرماتے ہیں:

"من ابتدع فی الاسلام بدعة یراها حسنة فقد زعم ان محمدا
صلی اللہ علیہ وسلم خان الرسالة لان اللہ تعالی یقول الیوم اکملت
لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا،
فما لم یکن یومئذ دینا فلا یکون الیوم دینا" (الاعتصام شاطبی،
ص ۲۸، ج ۱)

کہ "جس نے اسلام میں کوئی نئی راہ نکالی جس کو وہ کارِ ثواب سمجھتا ہے تو گویا
اس کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (معاذ اللہ) تبلیغ رسالت
میں خیانت کا ارتکاب کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "آج کے دن
میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی"۔ پس جو چیز اور
رسم اس وقت دین نہ تھی، آج بھی وہ ہرگز دین نہیں بن سکتی۔"

مروجہ میلاد کا روزِ پیدائش:

ہم شروع میں لکھ آئے ہیں کہ پوری چھ صدیاں گزر جاتی ہیں مگر اس بدعت کا مسلمانوں

میں کہیں وجود نہ تھا۔ یہ بدعت کسی صحابی کو سوجھی نہ تابعی کو، نہ کسی محدث کو نہ کسی فقیہہ کو، نہ کسی صوفی کو اور نہ کسی ولی کو، یہ اگر سوجھی تو ایک مسرف، عیاش اور جاہل بادشاہ اور ایک دنیادار حق فروش مُلا کو سوجھی۔ چنانچہ تاریخ ابن خلکان اور مرآۃ الزمان ہے کہ اربل کے بادشاہ ابوسعید کوکبری ابن زین الدین علی بن بکتگین مظفر الدین ملک معظم نے ساتویں صدی کے شروع میں اس بدعت کو ایجاد کیا چنانچہ حاوی للفتادی ص ۲۹۲، ج ۱ میں ہے:

"اول من احدث فعل ذالك صاحب اربل الملك المظفر ابوسعيد كوكبرى ابن زين الدين على بن بكتكين" الخ

امام احمد بن محمد مصری فرماتے ہیں:

"كان ملكا مسرفا يأمر علماء زمانه ان يعملوا باجتهادهم وان لا يتبعوا المذهب غيرهم حتى مالت اليه جماعة من العلماء وطائفة من الفضلاء ويحتفل لمولد النبى صلى الله عليه وسلم فى الربيع الاول وهو اول من احدث من الملوك هذا العمل" (القول المعتمد)

کہ "وہ ایک فضول خرچ بادشاہ تھا، علماء وقت سے کہتا تھا کہ اپنے اجتہاد پر عمل کریں اور سلف کے مذہب کو چھوڑ دیں۔ حتیٰ کہ دنیا پرست علماء اور فضلاء سوء کا ایک ٹولہ اس کے ساتھ مل گیا اور ربیع الاول میں محفل جمایا کرتا تھا۔ یہی وہ بدعتی اور جاہل بادشاہ ہے جس نے یہ بدعت گھڑی"

"قال سبط ابن الجوزى فى مرآة الزمان حكى بعض من حضر سماط المظفر فى بعض الموالد انه عد فى ذالك السماط خمسة آلاف راس غنم مشوية وعشرة آلاف دجاجة ومائة فرس" الخ (حاوی للفتاوی ص ۳۹۳، سیوطی)

ابن جوزی کہتے ہیں کہ اس مسرف بادشاہ کے اسراف کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ اس نے ایک میلاد پر پانچ ہزار بکریاں، دس ہزار مرغے اور سو گھوڑے ذبح کئے"۔

یہ عاقبت نا اندیش انسان اور دشمن دین محمدی اپنی رعایا کی خون پسینے کی کمائی اس جشن اور خانہ زاد بدعت پر خرچ کیا کرتا تھا اور ٹکوں کے عوض اس نے کچھ علمائے سوء اور دنیا فضلاء خرید رکھے تھے۔ چنانچہ امام ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ اس کی فضول خرچی کا تذکرہ یوں

کرتے ہیں کہ:

"ذکر یوسف بن الجوزی فی تاریخہ انہ کان ینفق کل سنۃ علی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحو ثلاث مائۃ الف دینار" (دول الاسلام ج ۲ ص ۱۰۳)

یہ بادشاہ ہر سال میلاد النبیؐ پر کوئی تین لاکھ پونڈ خرچ کیا کرتا تھا۔"

تاریخ ابن خلکان کے مطابق اس بادشاہ کی وفات ۶۳۰ھ ہے۔

"ویعمل للصوفیۃ سماعا من الظہر الی الفجر ویرقص بنفسہ" (حاوی ص ۲۹۳)

کہ جاہل صوفیوں کے لئے ظہر سے فجر تک محفلِ سماع سجاتا اور خود دھمال ڈالتا۔"

بدعتی مولوی:

اس غالی اور بدعتی حاکم کی اس بدعت کے جواز میں سب سے پہلے جس مولوی نے شرعی مواد مہیا کرنے کی نامشکور سعی کی تو اس بدعتی بادشاہ نے اپنی بدعت کے شرعی جواز مہیا کرنے پر خوش ہو کر اس مولوی کو ایک ہزار پونڈ رقم پیش کی۔ چنانچہ حافظ ذہبی کے الفاظ یہ ہیں:

"العلامۃ ابو الخطاب عمر بن دحیۃ المغربی الذی صنف کتاب مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم لصاحب اربل فاجازہ بالف دینار" (دول الاسلام ص ۱۰۳، ج ۲، حاوی للفتاوی، سیوطی ص ۲۹۳، ج ۱)

اس مولوی پر جرح:

حافظ ضیاء مقدسی فرماتے ہیں:

"لم یعجبنی حالہ کان کثیر الوقیعۃ فی الائمۃ ثم قال اخبرنی ابراہیم ان مشائخ المغرب کتبوا لہ جرحہ وتضعیفہ" (ص ۲۹۲)

کہ "مجھے اس مولوی کی بدعت نوازی پر کوئی تعجب نہیں کیونکہ یہ ائمہ سلف کے حق میں سخت گستاخ ہے اور امام ابراہیم سنہوری نے مجھے بتایا کہ علمائے مغرب نے اس کو مجروح اور ضعیف لکھا ہے" (لسان المیزان ص ۲۹۲، ج ۴)

"وقال ابن النجار رأیت الناس مجتمعین علی کذبہ وضعفہ وادعاء ما لم یسمعہ ولقاء من لم یلقہ وکانت امارات ذالک علیہ لائحۃ" (لسان المیزان ص ۲۹۵، ج ۴)

ـــــــــــــــــ میلاد مروجہ ہو یا مرہ بدعت ہے جیسا کہ امام شعرانی صوفی اور

علامہ ابن نجار فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کی اس کے جھوٹ، ضعف، ان سنی چیزوں پر سماعت کا دعویٰ کرنے پر اور جن سے اس کی ملاقات نہیں ان سے ملاقات کے دعویٰ پر تمام لوگوں کو متفق پایا ہے۔"

حافظ ابن حجرؒ کا تذکرہ بھی سنیئے:

"کثیر الوقیعۃ فی الائمۃ وفی السلف من العلماء خبیث اللسان احمق شدید الکبر قلیل النظر فی امور الدین متہاونا" (لسان المیزان ص ۲۹۶، ج ۴)

کہ وہ ائمۂ دین و علماء سلف کی شان میں بڑی گستاخیاں کرنے والا اور بیہودہ گو تھا، پرلے درجے کا احمق اور بڑا متکبر تھا۔ دین کے کاموں میں سخت بے پرواہ اور سست تھا۔"

حافظ ابو الحسن بن مفضل کی رائے یہ ہے:

"فعلمت انہ متہاون جری علی الکذب" (لسان المیزان ص ۲۹۵، ج ۴)

کہ "وہ بڑا لاپروا اور جھوٹ پر بڑا دلیر واقع ہوا تھا۔"

حافظ ابن عساکر کی جرح:

"انہ کان یتہم فی الروایۃ لانہ کان مکثارا"

کہ "وہ روایت میں متہم ہے کیونکہ بڑا باتونی ہے۔" (لسان ص ۲۹۷)

ناظرین کرام، اندازہ کیجئے کہ ایسا گستاخ، دین میں بے بضاعت، سست، کذاب اور ضعیف کہ جسے امام ابن عساکر بھی متہم قرار دیں، بھلا وہ بھی کسی کام کا آدمی ہو سکتا ہے چہ جائیکہ اس بدعتی، افترا پرداز اور عاقبت فراموش کی سطحی کتاب سے استدلال کیا جائے ؎

وہل افسد الدین الا الملوک واحبار سوء ورہبانہا

جہاں تک علماء حق اور حامیانِ دینِ متین ائمہ کرام کا کردار ہے، وہ اس بدعت کے روز پیدائش سے لے کر آج تک اس کی تردید اور مذمت کرتے چلے آ رہے ہیں۔ چنانچہ مجدد وقت حضرت شیخ الاسلام حنبلی فتاوی ص ۳۱۲، ج ۱، اور امام نصیر الدین شافعی رسالہ ارشاد الاخیار ص ۲، امام احمد بن محمد مصری، امام ابو الحسن علی بن فضل مقدسی، امام تاج الدین فاکہانی مالکی، امام ابو بکر ابن نقطہ حنفی اور دوسرے علمائے دین نے اس بدعت کی پر زور مذمت کی ہے جیسا کہ مواعق

اس بدعت کا اہتمام اور پرچار کرنے والے چونکہ ہمارے حنفی بھائی ہی ہیں چنانچہ ہم اصلاح اعتقاد کے لئے اکابر علمائے احناف کے چند فتاوی پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔

۱۔ امام عبدالرحمٰن مغربی حنفی کا اعلان:

"ان عمل المولد بدعة لم يقل به ولم يفعله رسول الله صلى الله عليه وسلم والخلفاء والائمة" (انتهى) كذا فى الشرعة الالهية، (فتاوى رشيديه ص ۱۷۲)

۲۔ علامہ شہاب الدین دولت آبادی کا فرمان:

آپ تحفۃ القضاۃ میں فرماتے ہیں:

"سئل القاضى عن مجلس المولد (الشريف) قال لا ينعقد لانه محدث وكل محدث ضلالة وكل ضلالة فى النار وما يفعلون من الجهال على رأس كل حول فى شهر ربيع الاول ليس بشئ ويقومون عند ذكر مولده صلى الله عليه وسلم ويزعمون ان روحه يجئ وحاضر فزعمهم باطل بل هذا الاعتقاد الباطل شرك وقد منع الائمة عن مثل هذا۔" (فتاوى رشيديه ص ۱۷۲)

کہ "یہ مجلس منعقد نہ کی جائے کیونکہ یہ بدعت ہے، ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جائے گی۔ اور ربیع الاول کے مہینہ میں جاہل لوگ جو کچھ کرتے ہیں، اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اسی طرح ذکرِ ولادت کے وقت کھڑا ہونا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و موجود سمجھنا محض زعم باطل ہے بلکہ یہ عقیدہ شرک ہے، اس لئے ائمہ نے منع فرمایا ہے۔

۳۔ علامہ رجب بن احمد حنفی کا فیصلہ:

آپ طریقہ محمدیہ کی شرح میں لکھتے ہیں:

"اما اجتماع النساء ومولودهن وتوحيدهن فقد ذكر الشعرانى وقال ابن الحاج ومن جملة ما احدثوا من البدعة مع اعتقادهم من اكثر العبادات ما يفعلونه من المولد وقد احتوى ذالك على بدع ومحرمات۔"

(صواعق الٰهية ص ۲۳۵)

کہ عورتوں کا مجلس مولود میں جمع ہونا وغیرہ بدعت ہے جیسا کہ امام شعرانی صوفی اور

ابن حاج مالکی نے کہا ہے کہ یہ سب کچھ جو میلاد میں کیا جاتا ہے، بدعت اور حرام چیزوں کا ملغوبہ ہے۔"

۴۔ علامہ شافعی حنفی کا فیصلہ:

آپ ردّ المختار، شرح درمختار میں فرماتے ہیں:

" واقبح منہ النذر بقراۃ المولد فی المنابر مع اشتمالہ علی الغناء واللعب وایہاب ثواب ذالک الی حضرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔" (صواعق الٰہیہ ص ۲۲۵ از مولانا محمد بشیر حنفی)

کہ " دوسری بدعتوں سے زیادہ قبیح بدعت یہ ہے کہ میناروں اور گنبدوں پر میلاد پڑھا جائے اور ستم بالائے ستم یہ کہ یہ سب کچھ رقص اور آلاتِ موسیقی کی دھنوں کے ساتھ کیا جائے اور اس رقص وسرود کا ثواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کیا جائے۔"

۵۔ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سید احمد سرہندی معروف بہ مجدد الف ثانی کا فیصلہ کن فتویٰ ملاحظہ ہو:

مرزا حسام الدین نے جب آپ سے میلاد النبی کے متعلق فتویٰ پوچھا تو حضرت نے فرمایا:

" بہ نظر انصاف ببنید حضرت ایشاں فرضاً دریں زمان موجود بودند و در دنیا زندہ مے بودند و ایں مجلس واجتماع کہ منعقد مے شد آیا بایں راضی میشدند و ایں اجتماع را مے پسندیدند یا نہ یقین فقیر آں است کہ ہرگز ایں معنیٰ را تجویز نمے فرمودند بلکہ انکار مے نمودند مقصود فقیر اعلام بود قبول کنند یا نہ کنند ہیچ مضائقہ نیست وگنجائش مشاجرہ نہ اگر مخدوم زادہا و یاران آنجا بر ہماں وضع مستقیم باشند ما فقیراں را از صحبت ایشاں غیر از حرمان چارہ نیست۔" مکتوبات حصہ پنجم صہ ۲۲ فتاویٰ نذیریہ صہ ۲۲۳، ج ۱۔ فتاویٰ رشیدیہ صہ ۱۴۱)

کہ " بہ نظرِ انصاف دیکھو کہ اگر بالفرض حضور اس زمانہ میں موجود ہوتے اور دنیا میں زندہ ہوتے اور یہ مجالس واجتماع منعقد ہوتے تو کیا اس پر راضی ہوتے اور اس اجتماع کو پسند کرتے یا نہ کرتے۔ فقیر کا یقین یہ ہے کہ آپؐ اس بات کو ہرگز منظور نہ فرماتے بلکہ انکار ہی فرماتے۔ فقیر کا مقصد تو صرف اطلاع دینا

ہے، قبول کریں یا نہ کریں، کوئی حرج نہیں اور جنگ کی کوئی ضرورت نہیں - اگر وہاں کے مخدوم زادے احباب اسی وضع پر رہنا چاہیں تو ہم فقیروں کو ان کی صحبت سے دور رہنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ۔"

۶۔ قاضی نصیر الدین گجراتی طریقۃ السلف میں فرماتے ہیں :

" وقد احدث بعض الجهال المشائخ امورا كثيرة لا نجد لها اثرا ولا رسما في كتاب ولا في سنة منها القيام عند ذكر ولادة سيد الانام عليه التحية والسلام "

(تسادی رشیدیہ ص۱۳۳)

کہ بعض جاہل مشائخ نے بہت سی باتیں ایجاد کر لی ہیں جس کا کوئی اثر نہ ہم کتاب اللہ میں پاتے ہیں اور نہ سنت رسول اللہ صلعم میں، ان میں سے ایک سید الانام علیہ التحیۃ والسلام کی ولادت کے ذکر کے وقت کھڑا رہنا ہے ۔

۷۔ فتویٰ شیخ العرب والعجم امام نذیر حسین مرحوم : ______ صفحات کی کمی کی وجہ سے ذیل میں آپ کے فتویٰ کا صرف اردو ترجمہ دیا جاتا ہے :

کہ " یہ مجالس میلاد مکروہ و بدعت ہیں، ان کے انعقاد پر کتاب وسنت، اجماع وقیاس میں سے کوئی بھی دلیل نہیں ہے، جو کام اس طرح کا ہو وہ بدعت سیئہ اور نامشروع ہے اور اس کا ادنیٰ درجہ مکروہ ہے - علامہ ابن حاج مالکی نے اپنی کتاب مدخل میں لکھا ہے کہ ان بدعات میں سے، جن کو اکثر لوگ عبادت اور شعائر اسلامی سمجھتے ہیں، ربیع الاول کے مہینہ میں مجالس میلاد کا انعقاد ہے 'اس میں کئی طرح کی بدعتیں اور حرام امور ہیں اور علامہ تاج الدین فاکہانی نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ اس میلاد کا کوئی اصل نہ تو کتاب وسنت میں ہے اور نہ ہی سلف صالحین سے منقول ہے بلکہ یہ بدعت ہے جس کو باطل پرستوں اور پیٹ کی پوجا کرنے والوں نے ایجاد کیا ہے ۔"

۸۔ شیخ الاسلام امرتسری کا فتویٰ :

حضرت مولانا مرحوم، میلاد مروجہ کے رد میں اپنے ایک طویل علمی فتویٰ کے آخر میں رقمطراز ہیں :

" بحث کو جتنا لمبا کریں کر سکتے ہیں مگر بات صرف اتنی ہے کہ اہل توحید کے دو فقرے ہیں

جن پہ سارا مدار ہے ۔

۱۔ مجلس میلاد زمانہ رسالت و خلافت میں نہ تھی ۔

۲۔ جو کام ان زمانوں میں نہ ہو وہ دینی کام نہیں ۔ نتیجہ یہ کہ مجلسِ میلاد دینی کام نہیں ۔ جب یہ دینی کام نہیں تو پھر یہ بدعت ہے ۔ چنانچہ حدیث میں ہے :

"من احدث فی امرنا هٰذا ما لیس منه فهو رد" (مشکوٰۃ باب الاعتصام)

کہ "جو کوئی ہماری دین میں نئی بات پیدا کرے وہ مردود ہے ۔" (فتاویٰ ثنائیہ ص۱۲۷ ج۱)

۹۔ وقتِ مولود و قیام :

"قیام کرنا ، جو وقتِ ولادت کرتے ہیں ، میرے نزدیک بے اصل ہے اور ادلہ شرعیہ سے ثابت نہیں ہے ۔" (فتاویٰ عبدالحی حنفی ص۹۸)

۱۰۔ ایصالِ ثواب کے لئے ربیع الاول کی تعیین بدعت ہے ——— فتویٰ شاہ عبدالعزیز

سوال : ربیع الاول میں آنحضرت کو ایصالِ ثواب کے لئے یا محرم میں اہلِ بیت کے ثواب کیلئے کھانا پکانا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب : "برائے این کار روز تعیین نمودن و ماہے مقرر کردن بدعت است و ہر چیزیکہ برآں ترغیب صاحبِ شرع و تعیین وقت نہ باشد آں فعل عبث است و مخالفت سنت سید الانام و مخالفت سنت حرام است ۔" (فتاویٰ عزیزی ص۹۳)

کہ ان کاموں کے لئے وقت اور دن کی تعیین اور کسی مہینہ کو مقرر کرنا بدعت ہے ۔ اور جس کام کی شریعت نے ترغیب نہ دی ہو وہ عبث اور سنت سید الانام کے خلاف ہے اور سنت نبوی کی مخالفت حرام ہے ۔"

تلك عشرة كاملة

اصولی بات : تمام مقلدین کا اس بات پہ اتفاق ہے کہ دلائلِ شرعیہ سے براہِ راست مسائل کے استنباط کا حق صرف مجتہدین کو ہے اور غیر مجتہدین کو یہ حق نہیں بلکہ ان کا فرض صرف مجتہدین کا اتباع ہے اور جب کہ یہ مسلم ہے تو اب کسی مدعی تقلید امام ابوحنیفہ کو یہ حق نہیں کہ وہ تقلید امام ابوحنیفہ کو چھوڑ کر اپنی طرف سے براہِ راست دلائل شرعیہ سے اس بدعت کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرے ، اگر وہ ایسا کرتا ہے تو یہ اس کی سخت نافہمی ہے ۔ ۔ ۔ (باقی بر صفحہ